OPEN ACCESS
MA'ARIF-E-ISLAMI (AIOU)
ISSN (Print): 1992-8556
ISSN (Online): 2664-0171
https://mei.aiou.edu.pk

فعل قلب: اسلام اور سائنس کی روشنی میں تقابلی جائزہ

ڈاکٹر سجیلہ کوثر
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور
منیبہ شفیق
ایم فل سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

Abstract

Heart is a vital organ of human body. Its main functioning is considered to pump and supply blood to whole body. But a deep and comparative study of Qur'an and Sunnah extends its role to many other spheres. Qur'an declares the heart a pivot for decision making. We can not deny this reality that the contradiction between Qur'an and science is just a paradox. The need of the hour is to analyse the divine declaration of Qur'an on logical basis and reinspect scientific theories from the very beginning and compare both the antinomy realities. This concept is also emphasized by Dr Allama Muhammad Iqbal in the preface of ''The reconstruction of religious thoughts in Islam''…… ''the day is not far off when religion and society may discover hitherto unsuspected mutual harmonies''.

This paper will highlight a comparative study of heart functioning according to Islamic injunstions and finally conclude that how a reasonable heart can play its role in world peace.

Key words: قلب، افعالِ قلب، ذرائع علم، ذہانت، وجدان، حواس خمسہ، یادداشت، امن عالم، سائنس

اسلام علم کلّی ہے جبکہ سائنس اسلام کا جز ہے سائنس کی بنیاد مشاہدہ، تجزیہ، نظریہ اور تجربات پر ہے جو کہ قطعاً اسلام کی روح کے منافی نہیں ہے، اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی درخواست پر اپنی نشانیوں کا مشاہدہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کراتا ہے،

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَىٰ ۖ قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِن ۖ قَالَ بَلَىٰ وَلَٰكِن لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِي وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَه فَسَوْفَ تَرَانِيْ ۖ قَالَ فَخُذْ أَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ إِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلَىٰ كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِينَكَ سَعْيًا ۚ وَاعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ-[1]

اور وہ واقعہ بھی پیش نظر رہے، جب ابراہیمؑ نے کہا تھا کہ: ''میرے مالک، مجھے دکھادے، تو مردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے'' فرمایا: ''کیا تو ایمان نہیں رکھتا؟'' اُس نے عرض کیا'' ایمان تو رکھتا ہوں، مگر دل کا اطمینان درکار ہے'' فرمایا:

"اچھا تو چار پرندے لے اور ان کو اپنے سے مانوس کرلے پھر ان کا ایک ایک جز ایک ایک پہاڑ پر رکھ دے پھر ان کو پکار، وہ تیرے پاس دوڑے چلے آئیں گے خوب جان لے کہ اللہ نہایت بااقتدار اور حکیم ہے

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دیدار باری تعالیٰ کی درخواست پر اپنی تجلی دکھاتا ہے۔ [2]

"مگر پہاڑ کی طرف نگاہ کرو پس اگر وہ اپنی جگہ ٹھہرا رہا تو عنقریب تم میرا جلوہ کرلوگے"اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مخاطب ہو کر تجلی پہاڑ پر ڈالنے کا کہا(اس میں تجلی ظاہر ہونے کا معنی بیان کر رہی ہے)اور تم اس پہاڑ کی طرف دیکھو۔ پھر فرمایا:

فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّه لِلْجَبَلِ جَعَلَه دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا-[3]

"پھر جب اس کے رب نے پہاڑ پر (اپنے حسن کا) جلوہ فرمایا تو (شدّتِ انوار سے) اسے ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ (ں) بے ہوش ہو کر گر پڑے"۔ اور اسی طرح اللہ پاک ایسے مؤمنین کو پسند نہیں فرماتا جو بغیر سوچے سمجھے اس کی آیات کو پڑھتے ہیں۔"

وَالَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوا عَلَيْهَا صُمًّا وَعُمْيَانًا [4]

اور جب انہیں ان کے پروردگار کی آیتوں کے ذریعہ سے نصیحت کی جاتی ہے تو وہ بہرے اور اندھے ہو کر ان پر گر نہیں پڑتے (بلکہ ان میں غور و فکر کرتے ہیں)۔

اسلام دعوت فکر دیتا ہے اور انسانوں کو مشاہدے کی طرف راغب کرتا ہے یہ حقیقت بھی اپنی جگہ موجود ہے کہ وحی اٹل ہے اور قطعی ہے اس کے الفاظ کا وہی مطلب ہے جو ظاہری ہے بہت سے لوگ کھینچاتانی کر کے وحی کو سائنس کے ساتھ ملانے کی کوشش کرتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کچھ عرصہ بعد سائنس کے نظریات بدل جاتے ہیں جس سے اسلام کے بارے میں شکوک و شبہات جنم لیتے ہیں لہٰذا اس روش سے اجتناب کرتے ہوئے اسلام اور سائنس کے مابین تفریق کو واضح کرتے ہوئے قرآن و حدیث کے قطعی حکم کی وضاحت ہے۔ اسلام چاہتا ہے کہ مسلمان غور و فکر کرنے والے لوگ بنیں۔ اور اس تفکّر کا مرکز اللہ رب العزّت نے دل کو بنایا ہے تاکہ فکر احساس کے ساتھ متّصل ہو جائے۔ کیونکہ اگر سوچ احساس سے عاری ہو گی تو معاشرے میں بے حسی پروان چڑھے گی۔ جدید سائنس بھی انسانی دل کو سوچ اور ذہانت کا مرکز قرار دیتی ہے اگرچہ کہ اس پر ابھی کافی کام باقی ہے لیکن سائنس اس سوچ کی طرف اپنا قدم بڑھا چکی ہے کہ اگر دل صحیح سوچے گا اور صحیح سمت میں سوچے گا تو افراد، معاشرہ اور پوری دنیا ایک جہت میں آگے بڑھیں گے اور دنیا امن کا محور ہو گی۔ اسلام اور سائنس کے مطابق دل کا مفہوم کیا ہے؟ دل کی اقسام کیا ہیں؟ دل ذہانت کا مرکز ہے یا دماغ؟ اسلام اور سائنس ان سب نظریات میں متصادم نکتہ نظر کے حامل ہیں یا ہم آہنگ ہیں ان سب سوالوں کے جواب آئندہ صفحات میں بیان کیے جائیں گے۔

سائنس اور اسلام میں افعال قلب کے حوالے سے جو تضادات اور مشابہات ہیں آئندہ سطور میں ان کو تفصیلاً بیان کیا جائے گا۔اور واضح کیا جائے گا افعال قلب کے حوالے سے اسلام اور سائنس میں باہم کوئی تضاد نہیں ہے۔اس ضمن میں مندرجہ ذیل موضوعات کو زیر بحث لایا جائے گا۔

- قلب بطور ذریعہ علم
- فیصلہ سازی میں قلب کا کردار
- سوچنے کے عمل میں قلب کا کردار

قلب بطور ذریعہ علم:

اسلام میں ذرائع علم کا تعلق صرف حواس خمسہ سے نہیں ہے بلکہ اسلام میں ذرائع علم مندرجہ ذیل ہیں۔اس ضمن میں سائنس اور اسلام میں کوئی تضاد نہیں پایا جاتا کہ انسان اپنے تئیں جو علم حاصل کرتا ہے اس کے بنیادی ذرائع پانچ ہیں۔

- حس باصرہ
- حس سامعہ
- حس لامسہ
- حس ناطقہ
- شامہ

لیکن ان کے علاوہ جو علم کے ذرائع ہیں سائنس ان ذرائع علم سے انحراف کرتی ہے کیونکہ سائنس صرف موجود اشیا کی حقیقت کی قائل ہے۔

اسلام میں علم کا پہلا ذریعہ وحی ہے جو کہ خدا کی طرف سے عطا کردہ ہے۔وحی اللہ رب العزت کی طرف سے انبیاء پر نازل ہوتی ہے،اور وحی کا نزول دل پر ہوتا ہے۔خدا کا قانون جو حضرات انبیاء کرام کی وساطت سے انسانوں کو ملتا ہے الوحی کہلاتا ہے انسان اپنی کوشش سے طبعی دنیا کے پوشیدہ حقائق کو منکشف (discover) کر سکتا ہے لیکن جو حقائق اسے وحی کے ذریعہ ملتے ہیں، حقیقت خود اپنے آپ کو صاحب وحی پر منکشف کرتی ہے۔اسی کو نزول وحی کہتے ہیں۔

فَاِنَّہٗ نَزَّلَہٗ عَلٰی قَلْبِکَ بِاِذْنِ اللّٰہِ[5]

"اسے جبریل نے تیرے قلب پر نازل کیا ہے"۔

اس آیت مبارکہ کی روشنی میں واضح ہوا کہ اسلام میں علم کا قطعی اور حتمی ذریعہ علم جس میں کسی شک اور وہم کا گمان نہیں ہے اس کا نزول اللہ کے خاص بندوں (انبیاء) پر وحی کے ذریعے اور وحی کا نزول دل پر ہوتا ہے۔

قرآن کے مطالعے کی روشنی میں بتایا گیا ہے کہ اگر جذبات اور عقل کو وحی خداوندی (جواب مکمل شکل میں قران میں آخری پیغام سکے طور پر محفوظ ہے) کی روشنی میں استعمال کیا جائے تو انسان ذات کی نشوونما کی حقیقت تک رسائی حاصل کر سکتا ہے۔

دوسرا ذریعہ علم حواس سے متعلّق ہے۔

تیسرا ذریعہ علم تاریخ ہے۔

وجدان:

مزید ذرائع علم میں کشف، الہام اور وجدان کا شمار ہوتا ہے۔ ڈاکٹر طاہر القادری وجدان کے مزید گوشے بیان کرتے ہیں جن کا تعلق دل سے ہے اور جو علم حقیقی تک پہنچنے میں انسان کی راہنمائی کرتا ہے۔ وہ اپنی کتاب اسلام اور جدید سائنس میں لکھتے ہیں۔ ان تمام حواسِ ظاہری و باطنی کے علاوہ بھی اللہ ربّ العزت نے اِنسان کو ذریعۂ علم کے طور پر ایک اور باطنی سرچشمہ بھی عطا کر رکھا ہے، جسے 'وِجدان' (intuition) کہتے ہیں۔ 'وِجدان' بعض ایسے حقائق کا اِدراک کرنے میں بھی کامیاب ہو جاتا ہے جن میں حواسِ ظاہری و باطنی ناکام رہ جاتے ہیں۔

''وِجدان کے بھی پانچ ہی گوشے ہیں جنہیں 'لطائفِ خمسہ' سے تعبیر کیا جاتا ہے:

- لطیفۂ قلب
- لطیفۂ رُوح
- لطیفۂ سرّ
- لطیفۂ خفی
- لطیفۂ اَخفی

اِن لطائف کے ذرِیعے اِنسان کے دِل کی آنکھ بینا ہو جاتی ہے، حقائق سے پردے اُٹھنا شروع ہو جاتے ہیں، رُوح کے کان سننا شروع کر دیتے ہیں اور یوں اِنسانی قلب بعض اَیسی حقیقتوں کا اِدراک کرنے لگتا ہے جو حواس و عقل کی زد میں نہیں آ سکتے لیکن اِنسانی وِجدان کی پرواز بھی محض طبیعی کائنات تک ہی محدُود ہے۔''[6]

سائنس میں ذرائع علم بنیادی طور پر پانچ ہیں جنہیں حواس خمسہ کہا جاتا ہے۔ سائنس چونکہ مابعد الطبیعاتی حقائق کو تسلیم نہیں کرتی اس وجہ سے وہ مذاہب، یا مذاہب اسلام کے بیان کردہ ذرائع علم کو بھی تسلیم نہیں کرتی۔ سائنس صرف انہی حقائق کو تسلیم کرتی ہے جن کو عقل تسلیم کرتی ہے اگر کوئی چیز عقل کے دائرہ کار میں نہیں آتی تو سائنس اس کو تسلیم نہیں کرتی یہاں تک کہ وہ اپنے تمام تر شواہد کے ساتھ اس کے سامنے نہ آجائے۔ یہی وجہ ہے کہ تیس سال پہلے کی سائنس کسی مابعد الطبیعاتی تصوّر کو قبول نہیں کرتی تھی۔ آج کی سائنس چونکہ اس سطح پر پہنچ گئی ہے کہ

ایسی بہت سی چیزیں اس کرّہ ارض یا اس سے بہت دور موجود ہیں جو انسانی حواس کی پہنچ سے دور ہیں۔ حقیقت وہی نہیں جو ہمیں دکھائی دیتی ہے

وجدان، مشترکہ حس اور مقتدر طاقت:

ایک معروف امریکی ادیب اور ناول نگار جم شیپرڈ کے مطابق "وجدان ایک ایسی تیز اور اندرونی نگاہ ہے جس کی بنیاد عقل کی سوچ پر نہیں ہوتی۔"[7] شیپرڈ کے نزدیک مشترکہ حس بعض اوقات بالکل صحیح فیصلہ کرتی ہوئی دکھائی دے رہی ہوتی ہے لیکن اکثر یہ بھی غلط سمت میں سوچ رہی ہوتی ہے۔ اسلام میں بھی وجدان صرف ایک بنیادی ذریعہ علم ہے حتمی علم کی بنیاد وجدان نہیں ہے اور وجدان بھی صحیح علم تک نہیں لے کے جاتا۔[8] وجدان ہی وہ ذریعہ ہے جس کا ایک حصہ قلب بھی ہے آج کی سائنس اس حقیقت سے پردہ اٹھا رہی ہے کہ دل، دماغ کی طرح ہی کام کرتا ہے جیسا کہ معلومات کا حاصل کرنا، ذخیرہ کرنا اور حاصل کردہ معلومات پر حالات کے مطابق ردعمل دینا۔ یہاں تک کہ دماغ کو حکم دینا کہ کن حالات کے تحت کیسا ردعمل دینا ہے۔ "مقتدر طاقت ایک ایسی ہستی ہے جس کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ اس کے پاس ایک ایسا خاص علم ہوتا ہے جو دوسرے لوگوں کے پاس نہیں ہوتا ایک بادشاہ جو یہ یقین رکھتا ہے کہ وہ الوہی حق کے تحت حکومت کر رہا ہے یہ اس کی ایک مثال ہے۔"[9]

بالکل یہی بات اسلام میں بھی ہے کیونکہ اسلام میں بھی حتمی علم کی بنیاد وحی الٰہی پر ہے جو کہ ایک اعلیٰ و برتر خدا کی طرف سے ہے جس میں ابہام نہیں ہے۔ یہاں پر جو ظاہری تضاد سامنے آرہا ہے وہ یہ کہ سائنس اس ذریعہ علم پر تصدیق کے طریقے سے گزرے بغیر یقین نہیں کرتی لیکن دلچسپ بات یہ ہے کہ یہاں بھی اسلام اور سائنس میں کوئی ظاہری تضاد موجود نہیں ہے کیونکہ اسلام اپنے پیروکاروں کو تصدیق کے بغیر کسی بھی چیز کو قبول کرنے کی ہدایت نہیں کرتا۔

وَالَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوا عَلَيْهَا صُمًّا وَعُمْيَانًا [۱۰]

"اور جب انہیں ان کے پروردگار کی آیتوں کے ذریعہ سے نصیحت کی جاتی ہے تو وہ بہرے اور اندھے ہو کر ان پر گر نہیں پڑتے (بلکہ ان میں غور و فکر کرتے ہیں۔"

مندرجہ بالا بحث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ سائنس اور اسلام میں باہم کوئی تضاد نہیں ہے یہ ایک الگ بات ہے کہ سائنس کو الوہی حقائق کی تصدیق میں ایک عرصہ درکار ہوتا ہے۔ لیکن ایک وقت آتا ہے کہ سائنس کو بالآخر حتمی علم کی تصدیق کرنا ہی پڑتی ہے۔

دل بطور فیصلہ ساز

اسلام کے مطابق فیصلہ سازی میں بنیادی کردار دل کا ہے۔ انسان کی زندگی میں جو بھی اعمال سرزد ہوتے ہیں یا انسان جو بھی اعمال سرانجام دیتا ہے اسلام کے مطابق ان سب کا ذمہ دار دل ہے۔ وہ تمام اعمال جو اسلام کی نظر میں دل کی ایماء پر ہوتے ہیں ان کا مختصر بیان درج ذیل ہے۔

انسان کا ایمان اس کے دل کی تصدیق سے مکمل ہوتا ہے وہ زبان سے لاکھ اقرار کرتا رہے لیکن وہ ایمان والا نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ ایمان کی صفات میں سے ہے، **الإيمان قول باللسان وتصديق** [11] **بالقلب** یعنی کہ ایمان زبان سے اقرار کرنے اور دل سے تصدیق کرنے کا نام ہے۔ یعنی کہ یہ دونوں ذرائع ہیں جن سے بندہ ایمان والا کہلائے گا ان دونوں میں سے ایک ذریعہ بھی نکال دیا جائے تو کوئی شخص صاحب ایمان نہیں کہلائے گا۔ یہاں یہ بات بھی اہم ہے کہ دل کے اعمال کا فیصلہ انسان نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے کسی کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی کی دل کی بات پر کسی کو ذمہ دار قرار دے کے اسے سزا دے۔ اور اس سے زیادہ یہ بات اہم ہے کہ انصاف کے روز ہمارا فیصلہ دل کے اعمال اور اقرار کی بناء پر ہو گا۔

- انسان کا کوئی نیکی کا کام کرنا یا برائی کا ارتکاب کرنا اسلام کے نزدیک ان سب اعمال کا ذمہ دار دل ہے۔

سائنس کی رو سے انسان کے اعمال کا ذمہ دار یا انسان جس عضو کی بدولت کوئی بھی عمل سرانجام دیتا ہے وہ دماغ ہے۔ یہاں پر پھر ایک ظاہری تضاد سامنے آرہا ہے جو کہ دل اور دماغ کے اعمال کے حوالے سے کشمکش کا باعث بن رہا ہے لیکن اگر تھوڑا سا تدبّر کیا جائے تو یہ ظاہری تضاد دور ہو جائے گا۔

عام طور پر دل اور دماغ کے درمیان پیغام رسانی کے مطالعہ کو یک طرفہ سمجھا جاتا ہے۔ بنیادی طور پر سائنسدان سمجھتے ہیں دل، دماغ کو حکم دیتا ہے اور دل ان پر عمل کرتا ہے، ہم نے جانا ہے، تاہم دل اور دماغ کے درمیان پیغام رسانی ایک متحرک، مسلسل اور دوطرفہ عمل ہے جو ہر آرگن پر اثر انداز ہوتی ہے اور ہر عمل کو متاثر کرتی ہے۔ تحقیق ظاہر کرتی ہے کہ دل دماغ کو چار بڑے ذرائع سے پیغام بھیجتا ہے۔

- نیورولوجیکلی (نروامپلسز کے ارسال کے ذریعے)
- بائیو کیمیکلی Bio chemically (ہارمونز اور نیوروٹرانسمیٹرز کے ذریعے)
- بائیو فزیکلی Bio physically (پریشر ویوز کے ذریعے)
- انرجیٹیکلی Energetically (الیکٹرومیگنیٹک فیلڈ کے باہمی عمل سے)[12]

مندرجہ بالا بیان کردہ حقائق سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسلام اور سائنس میں باہم کوئی تضاد نہیں اسلام میں ایمان کے مکمل ہونے کیلیے زبان اور دل کا اقرار کرنا ضروری ہے زبان کی حرکت، اس کا بولنا ان سب کا تعلق دماغ سے ہے جیسا کہ سائنس کہتی ہے۔

"زبان کا دماغ کے ساتھ ایک بہت بڑا حسی اور حرکی تعلق ہے ڈینی لوو وضاحت کرتا ہے، زبان کی نوک کے اوپر نروز ہوتے ہیں جو بلاواسطہ دماغ کے تنے کے ساتھ جڑے ہوتے ہیں ایک اہم مرکز جو جسمانی نظام کا براہ راست کام کرتا ہے۔"[13]

اسی طرح دوسرا عنصر دل ہے جس سے اقرار کرنا ضروری ہے یعنی کہ دماغ اور دل کی گواہی ضروری ہے دوسری طرف جدید سائنس بھی یہی کہتی ہے دل اور دماغ کے درمیان دو طرفہ رابطہ ہوتا ہے ۔جیسا کہ RolinMCctray کہتا ہے "دل اور دماغ کے درمیان رابطہ دو طرفہ عمل ہے" اس کا مطلب یہ ہے کہ دل اور دماغ باہم رابطہ اور گفت و شنید کرتے ہیں اور اس کے بعد جب دل فیصلہ صادر کر دیتا ہے تو اس کام کے مکمل ہونے پر مہر لگ جاتی ہے۔

دل کا تفکّر کرنا

اسلام کہتا ہے دل سوچتا ہے فکر کرتا ہے تدبّر کرتا ہے مشاہدہ کرتا ہے۔ جیسا کہ اللہ ربّ العزت ارشاد فرماتا ہے

وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالإِنسِ لَهُمْ قُلُوبٌ لاَّ يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لاَّ يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لاَّ يَسْمَعُونَ بِهَا أُوْلَئِكَ كَالأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ أُوْلَئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ۔[14]

"اور ہم نے دوزخ کے واسطے بہت سے جن اور آدمی پیدا کیے، ان کے دل ہیں کہ ان سے سمجھتے نہیں اور آنکھیں ہیں کہ ان سے دیکھتے نہیں اور کان ہیں کہ ان سے سنتے نہیں، وہ ایسے ہیں جیسے چوپائے بلکہ ان سے بھی زیادہ بے راہ، وہی لوگ غافل ہیں۔"

مندرجہ بالا آیت مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ کان اور آنکھیں جن کا براہ راست تعلق دماغ کے ساتھ ہے وہ درحقیقت سن بھی رہے ہیں اور دیکھ بھی رہے ہیں لیکن سمجھ نہیں پا رہے اور اللہ رب العزت نے یہاں سمجھنے اور سوچنے کا تعلق دل کے ساتھ بیان کیا ہے، وہ لوگ جو دل سے نہیں سمجھتے انہیں غافل اور بے خبر لکھا ہے۔

أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَتَكُونَ لَهُمْ قُلُوبٌ يَعْقِلُونَ بِهَا أَوْ آذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ۔[۱۵]

"کیا انہوں نے زمین کی سیر نہیں کی تاکہ ان کے دل ہوں جن سے یہ سمجھیں، کان ہوں جن سے یہ سنیں ان کی آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ ان کے دل اندھے ہوتے ہیں۔

مندرجہ بالا آیت مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ کان اور آنکھیں جن کا براہ راست تعلق دماغ سے ہے اور سائنس کے نزدیک دماغ کا کام ہی سوچنا اور آنکھوں کے بھیجے ہوئے پیغام کے ذریعے مشاہدہ کرنا اور تجزیہ کرنا ہے۔ جیسا کہ سائنس کہتی ہے:۔

"In the brain, the optic nerve transmits vision signals to the lateral geniculate nucleus (LGN), where visual information is relayed to the visual cortex of the brain that converts the image impulses into objects that we see."[16]

"بصری اعصاب نظر کے سگنلز کو لیٹرل جینی کولیٹ کی طرف منتقل کرتی ہے جہاں سے بصری معلومات دماغ کی بصری جھلی کی طرف جاتی ہیں جو کہ عکس کی تصوراتی تحریک کو ایک ایسی چیز میں بدل دیتے ہیں جس کو ہم دیکھ سکتے ہیں۔"

لیکن یہاں اللہ تعالیٰ نے ان آنکھوں کو قصوروار نہیں ٹھہرایا بلکہ دل کو اندھا قرار دیا ہے اس کا مطلب ہے کہ تفکّر کرنا دل کا کام ہے اب وہ کام آنکھوں کی پیغام رسانی سے ہو کانوں کے ذریعے سن کر ہو یا کسی بھی طریقے سے۔

اسی طرح متعدّد آیات میں اللہ تعالیٰ نے سوچنے سمجھنے کا تعلق دل سے بیان کیا ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ دماغ کو قطعاً کوئی اہمیّت نہیں دی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے چاہتا ہے کہ وہ دماغ کے ذریعے کام لیتے ہوئے اپنے دل سے فیصلہ کریں۔ دماغ دل کے بغیر جو بھی فیصلہ کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابل قبول نہیں ہوگا۔ جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے۔

حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ، حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ اللهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى صُوَرِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ، وَلَكِنْ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِكُمْ وَأَعْمَالِكُمْ»[17]

"ہم سے عمرو الناقد نے بیان کیا، کہا ہم سے کثیر بن ہشام نے بیان کیا، کہا ہم سے جعفر بن برقان نے بیان کیا، وہ یزید بن الاصم سے روایت کرتے ہیں اور وہ حضرت ابو ھریرہ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے مال کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتا ہے۔"

مندرجہ بالا حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ اعمال کا محاسبہ دل سے ہوتا ہے اللہ کے نزدیک کوئی شخص جتنا بھی امیر ہو اور اس کے اعمال جس قدر بھی نیک ہوں لیکن اگر اعمال میں کہیں بھی ریاکاری کا شائبہ ہو یا دل ان اعمال پر رضامند نہ ہوں تو اللہ کے نزدیک وہ اعمال قابل قبول نہیں۔ اسلام میں بدی کی ایک بہت بڑی مثال شیطان کی ہے جس کا نام ابلیس ہے اس کی عبادت کی بھی مثال نہیں ملتی لیکن وہ اتنے اعمال کے باوجود اللہ کی بارگاہ سے ٹھکرایا گیا۔ سائنس کے نزدیک سوچنا تفکّر کرنا اور تدبّر کرنا یہ سب کام دماغ کے ہیں دل کا اس میں کوئی کردار نہیں ہے۔

"دماغ وقوف کا ذمہ دار ہے جو متعدّد طریقہ ہائے کار اور انتظامی اعمال کے ذریعے کام کرتا ہے ان انتظامی اعمال میں معلومات کی چھان بین، غیر متعلقہ مہیج کی ادراک اور وقوفی خواہشات کے ساتھ ہم آہنگی، کام کی یادداشت کیلئے

معلومات کو بھیجنے اور روکنے کی قابلیّت، مختلف تصوّرات کے بارے میں غور وفکر، ہمہ گیر تصورات کے بارے میں بیک وقت سوچنے کی صلاحیّت، کام کا وقوفی لچک کے ساتھ جڑنا، مزاحمتی عمل کے ذریعے محرکات اور مضبوط ردّ عمل کو روکنے کی صلاحیّت اور کام کی مناسبت سے متعلقہ معلومات کے تعیّن کرنے کی صلاحیّت موجود ہے۔"[18]

یہاں یہ بات بالکل اسلام بنیادی نظریے سے متضاد لگ رہی ہے، یہ بات پہلے بھی ذکر کر چکے ہیں کہ اسلام کا علم حتمی اور سائنس کا علم جزوی ہے سائنس ایسے تمام مفروضات پر آنکھیں بند کر کے یقین نہیں کرتی بلکہ ہر چیز کو مختلف طریقہ ہائے کار سے پرکھ کر اس کی تصدیق کرتی ہے آج جدید سائنس بھی اس نظریے تک پہنچ گئی ہے کہ انسان کا دل سوچتا ہے۔ بتدریج یہ حقیقت مزید واضح ہوتی جائے گی۔ دل پر تحقیقات کے لیے باقاعدہ ایک تحقیقاتی ادارہ قائم ہوا ہے جو اس بات کا تعیّن کرنے میں دن رات مصروف عمل ہے کہ دل کے ذریعے دنیا میں کس قدر انقلاب لایا جاسکتا ہے اور اس کا کام صرف خون پمپ کرنا نہیں ہے۔

"خود نیورو سائنس کی تحقیق اس بات کی تصدیق کرتی ہے کہ وقوف اور جذبات کو اکثر الگ سمجھا جاتا ہے لیکن باہمی ربط کا نظام جو کہ دو طرفہ عصبی سلسلے کے ذریعے نیو کارٹیکس، جسم اور جذبات کے مرکز جیسا کہ ایمگ ڈیلا اور جسم کے درمیان رسائی پیدا کرتے ہیں۔ یہ کنکشنز جذبات سے متعلقہ معلومات کو کارٹیکل سرگرمی کے اتار چڑھاؤ کی طرف لے جاتی ہے جبکہ کارٹیکس سے وقوفی معلومات جذبات کے عمل میں اتار چڑھاؤ پیدا کرتی ہیں۔ تاہم نیورل کنکشنز جو کہ جذبات کے مرکز سے معلومات کو دماغ میں وقوف کے مرکز تک لے کر جاتے ہیں وہ ان نیورل کنکشنز کی نسبت زیادہ مضبوط اور زیادہ تعداد میں ہوتے ہیں جو معلومات کو وقوف کے مرکز سے جذبات کے مرکز تک لے جاتے ہیں۔ اگرچہ کہ کچھ تاریخی نکات ایسے ملتے ہیں جو کچھ کیسز میں جذبات کی وقوف میں مداخلت کو کو ظاہر کرتے ہیں اور سوچ کے عمل میں پیچیدگی پیدا کرتے ہیں، جو ظاہر کرتا ہے کہ جذبات کا ایک اپنا تعقل کا نظام ہوتا ہے جو فیصلہ سازی پر شدید اثرات چھوڑتا ہے۔ مثال کے طور پر ڈمیسیو (Damasio) کہتا ہے کہ ایک مریض جس کے دماغ کے اس حصے کو نقصان پہنچے جو جذبات سے متعلق ہے تو اس کا وقوفی نظام زیادہ دیر تک مؤثر انداز میں کام نہیں کر سکے گا اس کے باوجود کہ اس کی ذہنی صلاحیتیں بالکل نارمل ہوں۔"[19]

یہاں یہ بات واضح ہو رہی کہ انسان کی سوچ سمجھ کا تعلق دماغ سے ہے اور یہ سائنس سے ثابت کردہ ہے اس کا مطلب ہے کہ جسم کے کسی دوسرے حصّے کا فیصلہ سازی میں یا سوچنے سمجھنے میں کوئی کردار نہیں لیکن مندرجہ بالا نقل کردہ جذبات کی ذہانت کے بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر جذبات صحیح کام نہ کر رہے ہوں تو سارا وقوفی نظام درہم برہم ہو جائے گا۔

تصوّرِ ذہانت اسلام اور سائنس کی روشنی میں

اسلام اور سائنس کی روشنی میں تصوّر ذہانت سمجھنا بہت آسان ہے سائنس اپنی تحقیقات کی بدولت بہت تیزی سے اسلام کے تصوّر ذہانت سے مشابہت اختیار کر رہی ہے۔ اسلام کا تصوّر ذہانت بہت سے عناصر پر مشتمل ہے۔ جن میں توحید، یادداشت، فیصلہ سازی، اخلاق حسنہ، مشاہدہ، تجربہ، حکمت، پختہ علم، تعقّل اور اس جیسی متعدّد خصوصیات ہیں۔ ان سب خصوصیات کا تعلق اسلام کے مطابق دل سے ہے جیسا کہ گذشتہ فصل میں بیان ہوا کہ اسلام میں ایمان کا تعلق زبان اور دل کے اقرار سے ہے اور ایمان میں توحید، رسالت، ملائکہ، کتب اور اچھی بری تقدیر پر یقین رکھنا ہے۔ لہٰذا یہ واضح ہوا کہ ان سب باتوں کا اقرار زبان سے کیا جائے اور دل سے تصدیق کی جائے تبھی کوئی شخص ایمان والا کہلائے گا ورنہ نہیں۔ یورپ کے متعدّد کارڈیولو جسٹس کا ماننا ہے کہ یادداشت کا اور ذہانت کا تعلق دماغ کے ساتھ ساتھ دل سے ہے۔ یہاں پر ذہانت کے صرف ان عناصر کو زیر بحث لایا جائے گا جن کا تعلق دل سے ہے اور جن پر سائنس کی پیشرفت اسلام کے نظریے کے عین مطابق ہے ان نکات پر بحث نہیں کی جائے گی جن پر ابھی سائنس کی تحقیقات نہیں ہوئیں۔

یادداشت

اسلام کے مطابق یادداشت کا تعلق دل سے ہے؛

لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ[20]

"آپ اپنی زبان کو حرکت نہ دیجیے بیشک ہم نے اس قرآن کو آپ کے (دل پر) جمع فرما دیا۔"

حدثت عن الحسين ، قال : سمعت أبا معاذ يقول : ثنا عبيد ، قال : سمعت الضحاك يقول في قوله : (إن علينا جمعه وقرآنه) يقول : إن علينا أن نجمعه لك حتى نثبته في قلبك.[21]

جیسا کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس آیت سے مراد ہے بے شک ہم نے اس آیت کو آپ پر جمع کر دیا اور آپ کے دل میں جما دیا۔

اسی وجہ سے قرآن حکیم میں ایک اور جگہ اللہ پاک فرماتا ہے۔

ان فی ذلک لذکری لمن کا ن لہ قلب او القی السمع وھو شہید[22]

"بے شک اس میں اس شخص کے لیے یاددہانی ہے جس کے پاس دل ہے یا وہ سنتا ہے اور وہ موجود ہے۔"

مندرجہ بالا آیت مبارکہ سے پتہ چلتا ہے کہ دل یاددہانی اور یادداشت کا مرکز ہے۔

اسی طرح اللہ ربّ العزّت نے رسول ﷺ پر جب پہلی وحی حضرت جبرئیل کے ذریعے نازل کی تو حضرت جبرئیل نے وہ وحی آپ ﷺ کو بھینچ کر پھر آپ ﷺ سے کہا کہ پڑھو اور پھر آگے وحی کے الفاظ دوہرائے، اس ساری کیفیّت سے گزرنے کے بعد وہ تمام الفاظ وحی آپ ﷺ کے دل میں جاگزیں ہو گئے تھے۔ اس کا مطلب ہے جبرئیل علیہ السلام کا بھینچنا الفاظ وحی کو دل میں اتارنا تھا۔

الفاظ حدیث کچھ اس طرح سے ہیں جن کا صحیح بخاری میں ذکر ہوا؛

جَاءَهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِي غَارِ حِرَاءٍ، فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ اقْرَأْ. قَالَ " مَا أَنَا بِقَارِئٍ ". قَالَ " فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدَ، ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ اقْرَأْ. قُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِئٍ. فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي الثَّانِيَةَ حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدَ، ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ اقْرَأْ. فَقُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِئٍ. فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي الثَّالِثَةَ، ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ {اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ * خَلَقَ الإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ * اقْرَأْ وَرَبُّكَ الأَكْرَمُ}.[۲۳]

''جب وہ غار حرا میں تھے، حق آیا، چناچہ ان کے پاس فرشتہ آیا اور کہا پڑھ، آپ نے فرمایا کہ میں نے کہا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان کرتے ہیں کہ مجھے فرشتے نے پکڑ کر زور سے دبایا، یہاں تک کہ مجھے تکلیف محسوس ہوئی، پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا پڑھ ! میں نے کہا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں، پھر دوسری بار مجھے پکڑا اور زور سے دبایا، یہاں تک کہ میری طاقت جواب دینے لگی پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا پڑھ ! میں نے کہا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ تیسری بار پکڑ کر مجھے زور سے دبایا پھر چھوڑ دیا اور کہا پڑھ ! اپنے رب کے نام سے جس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا، پڑھ اور تیرا رب سب سے بزرگ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے دہرایا۔''

اسی طرح نبی آخر حضرت محمدؐ ﷺ کا دو مرتبہ شق صدر ہوا یعنی کہ سینہ مبارک چاک کیا گیا اور حدیث کے مطابق قلب کو چاک کیا گیا اس میں روشنیاں اور نور بھرا گیا تاکہ اللہ رب العزّت کی وحی احکامات رسول ﷺ کے قلب میں من وعن نقش ہو جائیں۔

ابن ہشام نے اپنی کتاب میں یہ واقعہ اس طرح لکھا ہے:

''واستُرضعتُ فِي بَنِي سَعد بن بكر، فبينا انا مع مملوءةٍ ثلجاً، ثم اخذاني فشقَّا بَطنِي، واستَخرَجَا قَلبِي فَشَقَّاهُ فَستَخرَجَا مِنهُ عَلَقَةَ سَودَاءَ فطَرَحَاهَا، ثُمَّ غَسلاَ قَلبِي وَبَطنِي بِذَلِكَ الثَّلجِ حَتَّى انقيَا[24]

سیرت ابن ہشام کے اُردو ترجمہ میں یہ ''واقعہ شق صدر'' کے عنوان سے اس طرح لکھی ہے: ''خدا کی قسم آپ کو اپنے ساتھ لے کر ہمارے آنے کے بعد آپ اپنے بھائی کے ساتھ ہماری بکریوں کے بچوں میں ہمارے گھر کے پیچھے ہی تھے کہ آپ کا بھائی ہانپتا کانپتا ہمارے پاس آیا اور مجھ سے اور اپنے باپ سے کہا میرا جو قریشی بھائی ہے اس کو دو شخصوں نے جو سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں پکڑ لیا اور اس کو لٹا کر اس کا پیٹ چاک کر ڈالا اور اس کو مار رہے ہیں (انہوں نے) کہا (یہ سنتے ہی) میں اور آپ کے والد آپ کی طرف دوڑے تو ہم نے آپ کو اس حال میں کھڑا پایا کہ آپ کے چہرے کا رنگ سیاہ تھا میں نے آپ کو گلے لگایا اور آپ کے والد نے بھی آپ کو گلے لگایا۔ اور ہم نے آپ (ﷺ) سے کہا: میرے پیارے بیٹے تجھے کیا ہوا۔ فرمایا: میرے پاس دو شخص جو سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے آئے اور مجھے لٹا کر میرا پیٹ چاک کیا۔ اور اُنھوں نے

اس میں کوئی چیز تلاش کی میں نہیں جانتا کہ وہ کیا تھی (انہوں نے) کہا کہ پھر ہم آپ (ﷺ) کو لے کر اپنے ڈیروں کی طرف لوٹے۔

صحیح مسلم میں یہ روایت اس طرح سے ہے:

"روی مسلم بن حجاج عن انس بن مالك ان رسول الله (ﷺ) اتاه جبرئیل و هو یلعب مع الغلمان فاخذه و صرعه،فشق عن قلبه فاستخرج القلب فاستخرج منه علقة فقال: هذا حظ الشیطان منك، ثم غسله فی طست من ذهب بماء زمزم، ثم لامه ثم اعاده فی مکانه۔ "جاء الغلمان یسعون الی امه۔ یعنی ظئره۔ فقالوا: ان محمدا قدقتل فاستقبلوه وهو منتقع اللون، قال انس: وقد کنت اری اثر ذلك المخیط فی صدره"[25]

یعنی؛ مسلم نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ ایک دن جب رسول خدا (ﷺ) بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے، جبرائیل اُن کے نزدیک آئے اور اُنہیں پکڑ کر زمین پر لٹادیا اور آپ (ﷺ) کا سینہ چاک کر کے اُس میں سے آپ (ﷺ) کا دل نکال کر اُس میں سے ایک خون کا لوتھڑا نکال کر کہا یہ تم میں شیطان کا حصہ ہے، پھر آپ (ﷺ) کے دل کو سونے کے ایک طشت میں رکھ کر آب زمزم سے دھویا اور پھر اُسے اُسی طرح اپنی جگہ رکھ کر سینہ بند کر دیا۔ بچے اپنی ماں کے پاس دوڑے ہوئے آئے اور ماں سے کہا: محمد قتل ہو گئے ہیں! وہ سب آپ (ﷺ) کی طرف آئے تو آپ کو دیکھا کہ آپ (ﷺ) کا رنگ اُڑا ہوا تھا! انس کہتے ہیں: میں نے آنحضرت (ﷺ) کے سینے میں ٹانکے لگے ہوئے دیکھے ہیں۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ شق صدر کا واقعہ پیغمبر اکرم (ﷺ) کی زندگی میں چار پانچ بار رونما ہوا ہے، سب سے پہلے تین سال کی عمر میں، پھر دس سال کی عمر میں، پھر نبوت سے مبعوث ہونے کے وقت اور ایک بار واقعہ معراج کے وقت۔ اس سلسلے میں بعض عرب شعرا نے کچھ اشعار بھی کہے ہیں۔[26]

اسی طرح بعض مفسرین نے تو سورۂ انشراح میں آیہ مجیدہ ''الم نشرح لک صدرک'' کی تطبیق بھی اسی واقعہ پر کی ہے اور اسے اس کا شان نزول قرار دیا ہے۔[27]

یہی وجہ ہے کہ عام انسانوں کو کچھ بھی یاد کرنے کے لیے اس چیز کی کئی بار تکرار کرنا ہوتی ہے تب جا کر یاد ہوتا ہے لیکن نبی اکرم ﷺ پر الفاظ وحی ایک ہی بار نازل ہوتے اور نقش ہو جاتے پھر وہی الفاظ آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے دوہراتے اور بغیر کسی کمی بیشی کے۔ اس کا مطلب ہے کہ قلب کو چاک کرنا وحی کا دل پر اترنا ظاہر کرتا ہے کہ علم کا پہلا ذریعہ دل ہے اور یادداشت کا مرکز بھی دل ہی ہے۔

کارڈیولو جسٹس کا کہنا ہے کہ اگر یادداشت کا تعلق صرف دماغ سے ہوتا تو دل کا ٹرانسپلانٹ کرنے کے بعد یادداشت تبدیل نہ ہوتی بلکہ وہی رہتی کیونکہ یادداشت کا عام تصوّر تو دماغ کے ساتھ منسلک ہے۔

""ڈاکٹر ڈومینک سُرل ""تھنکنگ فرام دی ہارٹ"" کے عنوان سے اپنے ایک مقالے میں بتاتے ہیں کہ ""پچھلے دو عشروں میں ہونے والی تحقیقات سے پتہ چلا ہے کہ دل اطلاعات کی پروسسنگ کا مرکز ہے جو سیکھ سکتا ہے، یاد رکھ سکتا ہے، کھوپڑی میں موجود دماغ سے بالاتر رہتے ہوئے خود مختارانہ طور پر کام کر سکتا ہے اور عملاً کلیدی دماغ کو سگنل بھیجتا اور مربوط کرتا اور یوں ہمارے فہم و ادراک اور جذبات کو منضبط کرتا ہے۔ گویا ہم اپنے سینے میں ایک دوسرا دماغ رکھتے ہیں۔""[28]

""سیلولر یادداشت میں زیادہ تر مثالیں سائنسدانوں نے ان مریضوں کی ریکارڈ کی ہیں جو ٹرانسپلانٹ کراتے ہیں ہسپتالوں کے نظام کی مدد سے جو ٹرانسپلانٹ کرانے والے کو ڈونر کے خاندان سے بات کرنے سے منع کرتا ہے۔ اس وجہ سے بہت سارے کیسز نام کے بغیر لکھے گئے ہیں۔ چند ایک کیسز ایسے ہیں جن کے ہم نام جانتے ہیں ایک مریض جس کا نام کلیرے سوویا ہے اس کا دل اور پھیپھڑوں کا ٹرانسپلانٹ ۱۹۷۰ء میں ہوا، اور وہ دل اور پھیپھڑے ایک ۱۸ سالہ نوجوان کے تھے جو ایک موٹر سائیکل حادثے میں جاں بحق ہو گیا تھا اور اس شخص کی سوویا کو کوئی خبر نہیں تھی۔ جب وہ ہوش میں آئی تو اس کا دعویٰ تھا اسے بئیر، چکن، نگٹس اور سبز مرچوں کی شدید بھوک ہے جبکہ آپریشن سے قبل اسے یہ چیزیں کبھی مزہ نہیں دیتی تھیں۔ خوراک کی ترجیحات کی تبدیلی دل کا ٹرانسپلانٹ کرانے والے ،یضوں میں بہت زیادہ دیکھی گئی ہے۔ سوویا نے اپنا یہ تجربہ دل دینے والے شخص کی شناخت جاننے کے بعد لکھی۔""

""سیلولر یادداشت کی ایک بہت زیادہ شاندار مثال ایک آٹھ سالہ لڑکی کی ہے جس کو ایک ۱۰ سالہ لڑکی کا دل لگا جو آپریشن کے بعد واضح طور پر ایسے ڈراؤنے خواب سے دوچار تھی جس میں ایک حملہ آور لڑکی کو قتل کر رہا ہوتا ہے۔ اس کے بعد اسے ایک سائیکاٹرسٹ کے پاس لائے اس کے ڈراؤنے خواب بہت واضح اور حقیقی تھے سائیکاٹرسٹ کو یقین تھا کہ یہ اصلی یادداشت پر مشتمل ہیں۔ اس کے بعد اس ۱۰ سالہ لڑکی کے گھر گئے جس کا دل اس کو لگایا گیا تھا اور اس لڑکی کا قتل کیا گیا تھا، جیسا کہ لڑکی کو خواب آ رہے تھے اور وہ اس قابل تھی کہ خواب میں پیش آنے والے سارے خوفناک واقعات کو جس میں اس لڑکی کا قتل کیا گیا تھا اور قاتل کا (حلیہ) بیان کر سکے۔ اس طرح پولیس بہت جلد اس قاتل تک پہنچ گئی اس کو گرفتار کیا اور قاتل کو قرار واقعی سزا دی۔"".[29]

دوسری بہت سی عام منفرد سی تبدیلیاں جو کہ رویے، مزاج، ذخیرہ الفاظ، صبر و تحمّل، حکمت، خورک اور موسیقی کے انتخاب میں ہوتی ہیں ان کے بارے میں تحقیقات شروع ہو چکی ہیں ان تمام تحقیقات میں زیادہ قابل توجّہ کام ڈاکٹر پال پیزلز Paul Peasall's کا ہے۔ جو کہ ان ۵۰ مریضوں کے بارے میں ہے جن کے دل کا ٹرانسپلانٹ ہوا

اور یہ کام ۲۰۰۲ میں ایک میگزین میں شائع ہوا اس میگزین کا نام "Changes in Heart Transplant Recipients That Parallel the Personalities of Their Donors" ہے۔[30]

مندرجہ بالا نقل کردہ واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ یادداشت کا مرکز صرف دماغ نہیں بلکہ دل بھی یادداشت کا مرکز ہے اور دل اور دماغ مل کر کام کرتے ہیں۔ دل کی ذہانت غیر محدود ہے فیصلہ سازی سوچنے کا عمل اور مشاہدات کا سابقہ فصل میں ذکر ہو چکا ہے۔

اس کے علاوہ اور بہت سی مثالیں ہیں جو اس میں نقل کی جا سکتی ہیں۔ اسی طرح ایک اور واقعہ جس نے سائنسدانوں کو حیرت میں مبتلا کر دیا، وہ واقعہ کچھ اس طرح سے رپورٹ کیا گیا۔

"۲۰۰۷ میں سائنسدانوں نے رپورٹ کیا کہ ایک فرانسیسی شخص جو اپنی عمر کے چالیسویں سال میں تھا وہ کلینک میں آیا اور اس نے اپنی ٹانگ میں درد کی شکایت کی جب وہ بچّہ تھا اس نے تب بھی یہ درد محسوس کیا تھا جس کے نتیجے میں اس کے دماغ کی وینٹریکلز سیر یبرو سپائنل فلوڈ سے بھر گئی تھیں اس وجہ سے ڈاکٹرز نے فیصلہ کیا کہ اس کے دماغ کا معائنہ کیا جائے تاکہ دیکھا جائے کہ یہ مسئلہ اس کے کس عضو کی تکلیف سے متعلّق ہے، وہ حیران رہ گئے جب انہوں نے دیکھا اس کے دماغ کی وینٹریکلز مکمل طور پر سوجی ہوئی ہیں اور ان کے اندر فلوڈ بھرا ہوا ہے اور صرف ایک باریک کارٹیکل لئیر ہے، جبکہ معجزاتی طور پر وہ شخص نہ صرف مکمل طور پر باشعور تھا بلکہ وہ ایک امیر شخص تھا اور ایک قابل رشک زندگی گزار رہا تھا وہ ایک سول آفیسر تھا اس کی ایک بیوی اور دو بچے تھے اس بات سے بے خبر کہ اس کے دماغ میں خلا ہے۔"[31]

اس واقعے نے ان نظریات پر سوالات اٹھا دیے کہ دماغ کے کچھ حصّے یادداشت اور شعور کے لیے اہم ہوتے ہیں وہ حصّے اس کے دماغ میں موجود نہیں تھیلیمس جسے دماغ کا وہ حصہ سمجھا جاتا ہے جو کہ سنسری آرگن سے سگنلز وصول کر کے سیر یبرل کارٹیکس کو بھیجتا ہے۔ جبکہ فرانسیسی شخص کے دماغ کا ۹۰٪ حصّہ غائب ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انسان کی تمام حرکات و سکنات کا ذمہ دار صرف دماغ نہیں ہے۔

اسلام اور سائنس کی روشنی میں یہ واضح ہوتا ہے کہ انسانی ذہانت کا منبع صرف دماغ ہی نہیں بلکہ دل بھی ہے اور یہ دونوں مل کر کام کرتے ہیں دماغ کی ذہانت وقت گزرنے کے ساتھ یا کوشش کے ساتھ زیادہ ہو سکتی ہے لیکن دل کی یادداشت اور ذہانت سیکھنے کی محتاج نہیں ہوتی وہ صرف تمام تر حقائق دیکھتی اور فیصلہ صادر کرتی ہے بسا اوقات یہ ذہانت حقائق کے برعکس بھی فیصلہ دیتی ہے۔

قیام امن میں قلب کا کردار اسلام اور سائنس کی روشنی میں

امن کی خواہش اس کرّہ ارضی پر رہنے والے ہر انسان کی خواہش ہے۔ امن کو قائم کرنے کیلئے یہاں کے رہنے والوں نے کئی معاہدے کیے۔ تمام تر معاہدے بغیر کسی نسل، رنگ، مذہب کی تفریق کے ہیں جنگ وجدل کسی مسئلے کا

حل نہیں ہے آج کا انسان اس بات پر متّفق ہو چکا ہے کہ مسائل کا حل بات چیت میں ہے۔اسلام کی اور جدید دنیا کی خواہش امن اور اس امن کو حاصل کرنے کے راستے میں کچھ زیادہ فرق نہیں ہے فرد واحد کی اہمیّت سے کوئی ناآشنا نہیں ہے۔اگر فرد واحد اپنے دل کو درست کر لے تو نہ صرف اس کا جسم بلکہ اس کے ارد گرد کے لوگ اور اس کا ماحول سب اس کے حق میں بہتر رہیں گے اور وہ لوگوں اور ماحول کو اپنی بہترین قوّت دے سکے گا۔ لیکن اگر اس کا دل درست نہیں ہوا تو اس کا جسم تو مسائل کا شکار ہو گا ہی اس کا ماحول بھی خراب ہو گا۔

انفرادی، سماجی اور گلوبل سطح پر قیامِ امن میں قلب کا کردار

اسلام ایک ایسا دین ہے جس کا مطلب ہی سلامتی دینا ہے، دین اسلام میں دو اصطلاحات بنیادی طور پر استعمال ہوتی ہیں جن میں ایک اصطلاح اسلام کی اور دوسری اصطلاح ایمان کی ہے،

اسلام کے اصلی حروف ''سلم''ہیں جس کا مطلب سلامتی اور تحفّظ کے ہیں۔ وہ سَلام جو سَلّمت کا مصدر ہے، اس کا معنی انسان کے لئے دعا ہے کہ وہ اپنے دین اور اپنی جان میں آفات سے سلامت رہے اور اس کی تاویل تمام آفات و بلیّات سے نجات اور چھٹکارا پانا ہے۔[32] اور دوسری اصطلاح ایمان جس کے حروف اصلی ''امن''ہیں جس کا مطلب بھی سکون اور تحفّظ ہے۔

لفظِ ایمان بقول لحیانی أمِنَ یَأْمَنُ أمْناً وأَمَنًا وأمَانةً وأَمَنَةً سے مصدر ہے۔اس کے معنی میں بھی اسلام کی طرح 'امن وامان' کی ہی کامل دلالت ہے۔امام لغت ابو منصور محمد الازہری (۲۸۲۔۳۷۰ھ) نے تھذیب اللغۃ میں ابو زیاد کا قول نقل کیا ہے: آمَنَ فلانٌ العدوَّ إیمانًا، فأَمِنَ والعدوُّ مُؤْمَنٌ[33] فلاں شخص نے دشمن کو امان فراہم کی۔ یہ 'ایمان' ہے یعنی امان دینا ہے۔ پس وہ امن پا گیا)۔ سو دشمن کو مؤمَنٌ کہیں گے کیونکہ وہ مامون ہو گیا اور امان دینے والا مؤمِنٌ کہلائے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دین اسلام فلاح انسانیّت کا دین ہے اور اللہ ربّ العزت نے یہ دین دنیا میں امن قائم کرنے کیلئے بھیجا ہے جس کے بہت سے طریقے بتائے ہیں اور ان سب طریقوں کو اختیار کر کے ان کا محتسب دل کو بنایا ہے

۔

دنیا کے ہر مذہب کی طرح اسلام نے نیکی اور بدی کی الگ الگ تقسیم کر دی ہے کہ یہ کام کیا تو گناہ ہو گا اور یہ گناہ کتنا بڑا ہو گا اس کا بھی بتا دیا اور پھر یہ بھی بتا دیا کہ یہ کیسے معلوم ہو گا کہ یہ نیکی ہے یا گناہ ہے۔ ''گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے''[34]

انسان معاشرتی حیوان ہے وہ کوئی نیکی کرے تو اس کی نیکی کے اثرات اس کے ارد گرد رہنے والوں پر پڑتے ہیں اور اگر وہ برائی کرے تو اس کی برائی کا اثر بھی اس کے ارد گرد رہنے والوں پر پڑتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام ہر اس برائی سے منع کرتا ہے جس سے اس کے قریب رہنے والے کی دل آزاری ہو۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

قُلْتُ : يَا رَسُولَ اللهِ، أَيُّ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ؟ قَالَ : مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ.

''میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا: یارسول اللہ! کون سا اسلام افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (بہترین اسلام اس شخص کا ہے) جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔''[35]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ وَلَا يَحْقِرُهُ، اَلتَّقْوٰى هَاهُنَا (وَ يُشِيْرُ إِلَى صَدْرِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ) بِحَسْبِ امْرِيءٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ، كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهُ وَمَالُهُ وَعِرْضُهُ۔[٣٦]

''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، وہ اس پر نہ تو ظلم کرتا ہے اور نہ اسے ذلیل کرتا ہے اور نہ ہی اسے حقیر سمجھتا ہے۔ تقویٰ اور پرہیزگاری یہاں ہے (اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ اپنے سینۂ اقدس کی طرف اشارہ کیا)۔ کسی مسلمان کے لئے اتنی برائی کافی ہے کہ وہ اپنے کسی مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔ ایک مسلمان پر دوسرے کا خون، اس کا مال اور اس کی عزت (و آبرو پامال کرنا) حرام ہے۔''

مندرجہ بالا حدیث پاک سے واضح ہو رہا ہے کہ تقویٰ کا مرکز دل ہے اور اسلام میں تقویٰ کا مفہوم ہے کہ برائی سے بچنا۔ اس کا مطلب یہ کہ اگر دل تقویٰ کا مرکز بن گیا تو دنیا بھی امن کا گہوارہ بن جائے گی اور اگر دل برائیوں کی آماجگاہ بنا رہا تو دنیا میں فساد کو کوئی نہیں روک سکتا۔ اگر کوئی شخص تسبیح و تہلیل کرتا ہو، نماز پنجگانہ بھی ادا کرتا ہو، روزوں کا اہتمام کرتا ہو، تہجد گذار اور قائم اللیل ہو اور دعوت و تبلیغ کے علاوہ ہر سال حج و عمرہ بھی کرتا ہو، الغرض تمام عبادات کے باوجود اس سے لوگوں کی جان و مال محفوظ نہ ہوں تو یہ تمام عبادات اسے اللہ کے عذاب سے نہیں بچا سکتیں، کیونکہ حقیقی فلاح کا انحصار محض ظاہری عبادات پر نہیں بلکہ قلبِ سلیم پر ہے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اللهَ عزوجل لَا يَنْظُرُ إِلَى صُوَرِكُمْ وَاَمْوَالِكُمْ، وَلٰكِنْ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوْبِكم وَاَعْمَالِكُم۔[٣٧]

''اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور اموال کو نہیں بلکہ تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتا ہے۔''

اسلام نے بڑے بڑے گناہوں کو کبیرہ گناہ قرار دیا ہے اور ان کبیرہ گناہوں میں صرف ایک گناہ حقوق اللہ سے متعلق ہے جو کہ شرک ہے جبکہ باقی تمام گناہ حقوق العباد سے متعلّق ہیں۔ جن میں غیبت، جھوٹ، بہتان، زنا، طعنہ زنی اور اس جیسے متعدّد گناہ شامل ہیں اور اگر دیکھا جائے تو یہی برائیاں معاشرے میں فساد کا سبب بنتی ہیں۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ : رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ، وَيَقُولُ : مَا أَطْيَبَكِ وَأَطْيَبَ رِيحَكِ، مَا أَعْظَمَكِ وَأَعْظَمَ حُرْمَتَكِ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَحُرْمَةُ الْمُؤْمِنِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللهِ حُرْمَةً مِنْكِ مَالِهِ وَدَمِهِ، وَأَنْ نَظُنَّ بِهِ إِلَّا خَيْرًا.[۳۸]

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما سے مروی ہے کہ انہوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خانہ کعبہ کا طواف کرتے دیکھا اور یہ فرماتے سنا: (اے کعبہ!) تو کتنا عمدہ ہے اور تیری خوشبو کتنی پیاری ہے، تو کتنا عظیم المرتبت ہے اور تیری حرمت کتنی زیادہ ہے، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! مومن کے جان و مال کی حرمت اللہ کے نزدیک تیری حرمت سے زیادہ ہے اور ہمیں مومن کے بارے میں نیک گمان ہی رکھنا چاہئے۔''

مندرجہ بالا احادیث سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ اللہ پاک کے نزدیک انسانیت سے بلند کوئی چیز نہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی واضح کر دیا کہ احترام انسانیّت صرف نیک گمان سے ہی ہو سکتا ہے اور گمان کا منبع اسلام میں دل ہے۔ اسی طرح سورۃ حجرات میں اللہ پاک نے فرمایا۔

يا أَيُّهَا الَّذينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثيراً مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَ لا تَجَسَّسُوا وَ لا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضاً أَ يُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخيهِ مَيْتاً فَكَرِهْتُمُوهُ وَ اتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَحيمٌ-[۳۹]

''اے ایمان والو بہت زیادہ گمان کرنے سے بچو بے شک بہت سے گمان گناہ ہیں اور تجسّس مت کرو اور نہ ہی تم میں سے کوئی کسی کی غیبت کرے کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے، تم تو اس کو ناپسند کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ تعالیٰ بہت زیادہ بخشنے والا اور بہت زیادہ رحم کرنے والا ہے''

مندرجہ بالا آیت مبارکہ میں واضح کر دیا گیا کہ زیادہ گمان کرو ہی نہ۔ کیونکہ انسان کی فطرت ہے کہ وہ جب کسی کے بارے میں کوئی گمان کرتا ہے تو وہ اکثر برا گمان ہی کرتا ہے۔

پھر فرمایا تجسّس نہ کرو مطلب انسان کی فطرت ہے کہ اسے جس چیز کے بارے میں نہیں پتہ اس کو جاننا چاہتا ہے خواہ وہ اس کے فائدے میں ہو یا نہیں اور یہی چیز اس کو برائی کے راستے پر لے جاتی ہے جو دوسروں کے لیے ایذا کا سبب بنتی ہے۔

پھر فرمایا غیبت نہ کرو یعنی کہ کسی شخص کی غیر موجودگی میں ایسی بات نہ کرو کہ اگر اس کے موجود ہونے پر وہ بات کی جائے تو اسے برا لگے۔ یہ بھی معاشرتی برائیوں میں ایک بہت بڑی برائی ہے جو معاشرے میں فساد کا سبب بنتی ہے اور جس کی بنیاد برا گمان ہے جو تجسّس سے غیبت تک لے جاتا ہے۔ لہٰذا اس برائی کی جڑ کو ہی اللہ پاک نے ختم کرنے کا حکم دیا ہے۔

عن النواس بن سمعان رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: (البر حُسن الخُلق، والإثم ما حاك في نفسك وكرهت أن يطلع عليه الناس)[40]

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نیکی حسن خلق ہے، اور گناہ وہ ہے جو تمہارے دل میں کھٹکے اور تم برا محسوس کرو کہ لوگوں کو اس کی اطلاع ہو۔

وعن وابصة بن معبدٍ رضي الله عنه قال: أتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: (جئتَ تسأل عن البر؟) قلت: نعم، فقال: استفتِ قلبك، البر ما اطمأنت إليه النفس، واطمأن إليه القلب، والإثم ما حاك في النفس، وتردد في الصدر[41]۔

حضرت وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں رسول ﷺ کے پاس آیا آپ ﷺ نے فرمایا تم نیکی کے بارے میں پوچھنے آئے ہو، میں نے عرض کیا جی ہاں پس آپ ﷺ نے فرمایا اپنے دل سے پوچھو نیکی وہ ہے جس پہ تمہارا نفس اطمینان محسوس کرے اور تمہارا دل مطمئن ہو، اور گناہ وہ ہے جو تمہارے دل میں کھٹکے اور تمہارے سینے میں تنگی محسوس ہو۔

مندرجہ بالا بحث سے ثابت ہوتا ہے کہ گناہ اور نیکی کا مرکز دل ہے اور انسان اپنے دل کی نشاندہی پر خود کو تمام برائیوں سے دور کر لے یا دور کرنے کی کوشش کر لے تو وہ نہ صرف خود کو پر سکون پائے گا۔ بلکہ معاشرے اور دنیا کیلئے ایک پر امن شخص بن جائے گا جس کی ذات سے معاشرہ فائدہ اٹھائے گا اور اگر ہر انسان اس کو اپنے اوپر لاگو کر لے تو معاشرہ پر اس کا اطلاق ہو گا اور معاشرے مل کر اس دنیا کو امن کا گہوارہ بن جائے گا۔

اسلام اپنے ماننے والوں سے چاہتا ہے کہ کوئی فرد دوسرے فرد کو نہ محروم کرے نہ اس کی محرومی کو بڑھائے اور اگر کوئی شخص کسی چیز سے محروم ہے تو نہ ہی اس کو احساس دلائے۔ کیونکہ محرومیاں انسان کو غلط راستے پر چلنے پر مجبور کر دیتی ہیں ایک انسان چور، ڈاکو، رشوت خور اور بد عنوان بن جاتا ہے۔ جو معاشرے میں انتشار، فساد اور دہشت گردی کا سبب بنتا ہے۔

آج کی سائنس اس بات کو ثابت کر رہی ہے کہ انسان اگر اپنی ذات کو ٹھیک کر لے یعنی سائنسی اصطلاح میں personal coherence کو بہتر بنا لے تو اس کے دل کا اور جسم کا میگنیٹ فیلڈ زمین کے میگنیٹ فیلڈ کے ساتھ کام کرتا ہے جس کی وجہ سے ایک ایسا میگنیٹ فیلڈ بنتا ہے جو انفرادی سطح سے سماجی سطح تک اور سماجی سطح سے گلوبل سطح تک ہر ایک پر اثر انداز ہوتا ہے۔ Gregge Braden اس بارے میں کہتے ہیں؛ "انسانی اعصابی نظام حیران کن اور پیچیدہ نظام کے تحت ۴۵ میل تک زندگی کی تاروں پر پھیلا ہوا ہے جو دل اور دماغ کی گفتگو کو جسم کے ہر حصّے تک لے کر جاتی ہے۔ جبکہ سائنسدان اس بات کو جان چکے ہیں کہ پیغامات کس طرح سے دماغ سے پورے جسم کو منتقل ہوتے

ہیں۔ یہ بیسویں صدی کے صرف آخری سال تھے جب مختصر طور پر نئی دریافتیں سامنے آئیں کہ (دل سے) سگنلز نکلتے ہیں یہ بہت حیران کن نہیں ہے کہ دل کا ایک مرکزی کردار ہے"[42]

انفرادی سطح پر جب امن کو لاگو کرنا ہے تو سب سے پہلے اپنے دل کو ہر طرح کی پریشانی دباؤ اور تکلیف سے بچانا ہو گا، کیونکہ دل کا میگنیٹ فیلڈ ہی باقی تمام تر میگنیٹ فیلڈ پر اثرانداز ہوتا ہے۔

یہاں پر ایک تجربہ نقل کیا جاتا ہے جس کو Rollin McCraty نے اپنی کتاب The Energetic Heart میں نقل کیا ہے؛

"پہلا لائحہ عمل یہ تھا کہ ایک شخص کی ECG میں جو سگنلز پائے جاتے ہیں کیا وہی سگنلز دوسرے شخص کی EEG رپورٹ میں بھی ہیں جبکہ وہ جسمانی رابطے میں ہیں۔ اس مقصد کیلئے ہم نے دو جوڑے لیے جن کو ہم نے چار فٹ کے فاصلے پر ایک دوسرے سے الگ بٹھایا اور اس وقت میں ان کا مسلسل معائنہ کیا جا رہا تھا ابتدائی دس منٹ جبکہ کوئی جسمانی رابطہ نہیں ہوا تھا اور پانچ منٹ جس میں تمام افراد نے ایک دوسرے کے ہاتھ ایسے پکڑے جس طرح ہاتھ ہلاتے ہیں۔ سطحی نتائج سے ظاہر ہوتا ہے ہاتھ پکڑنے سے پہلے تک پہلے شخص میں کسی طرح کی کوئی علامات ظاہر نہیں ہوئیں ہاتھ پکڑنے پر پہلے شخص کی ECG اور دوسرے شخص کی EEG ایک جیسی ظاہر ہوئیں۔ جبکہ بہت سے جوڑوں میں ایک ہی سمت میں بہت واضح اور قابل پیمائش سگنلز ظاہر ہوئے۔ اس کا صرف دونوں سمت میں ایک ہی وقت میں تقریباً ۳۰% جوڑوں میں معائنہ کیا گیا۔ اور سب سے حیران کن بات تو یہ ہے کہ یہ عمل کسی خاص جنس یا دل کی ECG کے مدوجزر سے متعلّق نہیں ہے۔"[43]

مندرجہ بالا نقل کردہ تجربے سے پتہ چلتا ہے کہ دل کا میگنیٹ فیلڈ کس طرح کام کرتا ہے اور ایک شخص کا میگنیٹ فیلڈ دوسرے پر کیسے اثرانداز ہوتا ہے۔ اور اگر تمام افراد ایک دوسرے کیلئے اچھا سوچیں تو برائی کم ہو سکتی ہے۔

Gregge Braden اپنی کتاب Resilience from the Heart میں کوانٹم فزکس کے کچھ اصول نقل کرتے ہوئے دل کا کردار بیان کرتے ہیں جو یہ واضح کرتا ہے کہ لوگ ایک دوسرے کے ساتھ کس طرح جڑے ہوئے ہیں اور کس طرح ایک دوسرے پر اثرانداز ہوتے ہیں.

"پہلا اصول تجویز کرتا ہے کہ کیونکہ ہر چیز جو انرجی کے میٹرکس (matrix) میں موجود ہوتی ہے ہر چیز جڑی ہوئی ہے، یہ ایک ایسا رابطہ ہے جو لوگوں کے اور زندگی کے اہم اور ممکن مواقع کے درمیان ایک مضبوط وجدانی حالت بناتا ہے۔

دوسرا اصول تجویز کرتا ہے کہ کائنات کا میٹرکس ہولوگرافک (holographic) ہے مطلب یہ ہے کہ زمین کا ہر حصہ زمین میں موجود تمام چیزوں پر مشتمل ہوتا ہے جیسا کہ شعور کو بھی خود ساختہ سمجھا جاتا ہے اس کا مطلب

ہے کہ لوگوں اور چیزوں کے درمیان طبعی فاصلہ رابطوں کو مضبوط بنانے میں رکاوٹ نہیں ہے جو کہ دل کی ذہانت کے ذریعے ممکن ہے۔دوسرے لفظوں میں یہ سوچنے کی کوئی وجہ نہیں ہے یہ آسان ہے کہ ہم اپنے پیاروں کے ساتھ مطابقت پیدا کریں خواہ وہ دوسرے کمرے میں ہوں یا کسی دوسے برّاعظم پر۔ہولوگرام ممکن بناتا ہے کہ دل جو دائرہ کار بناتا ہے اگر ایک چیز کہیں بھی موجود ہے تو وہ ہر جگہ موجود ہے۔

تیسرا اصول تجویز کرتا ہے کہ ماضی، حال اور مستقبل مضبوطی سے جڑے ہوئے ہیں میٹرکس ایک ایسے کنٹینر کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے جو وقت کو تھام لیتا ہے جو ہمارے مستقبل اور حال کے تجربات کے درمیان تسلسل پیدا کرتا ہے۔یہ ایک ایسا اصول ہے جو پیشگی آگاہی کے تجربات کو ہماری زندگیوں میں ممکن بناتا ہے۔

قطع نظر اس بات کے کہ ہم اس کو کیا کہتے ہیں یا سائنس یا مذہب اس کی کس طرح تعریف کرتا ہے۔یہ بات واضح ہے کہ کوئی طاقت ہے، میدان ہے یا کچھ ایسا ہے جو کہ ایک بہت بڑا جال ہے جو ہمیں ایک دوسرے کے ساتھ، ہماری دنیا کے ساتھ اور ایک عظیم صحبت کے ساتھ جوڑتی ہے۔یہ بھی واضح ہے ہمارے جسم میں ایک واحد عضو ہے جو ذہانت کو بناتا ہے اور میگنیٹ فیلڈ کے ساتھ رابطہ کرتا ہے۔۔وہ ہے دل۔دل انسانی جسم میں جانے ہوئے انرجی فیلڈز بناتا ہے، برقی طور پر یہ دماغ کی نسبت ۴۰ سے ۶۰ گنا زیادہ مضبوط ہیں۔"[44] (45)

اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنے دل کی قوّت کے ساتھ دنیا کے وہ تمام کام کر سکتا ہے جو بظاہر ناممکنات میں سے لگتے ہیں مثال کے طور پر انسان سوچ بھی نہیں سکتا کہ بغیر کسی آلے یا مشین کے وہ کسی سے دور دراز مقام پر رابطہ کر سکتا ہے بات کر سکتا ہے لیکن اگر انسان اپنے دل کی قوّت کو استعمال کرے اور اسے مطابقت میں لے آئے تو ایسا کرنا ممکن ہے پھر دوسرا شخص گھر کے کسی اور کمرے میں ہو یا دنیا کے کسی دوسرے کونے میں ۔اپنے مثبت اور منفی جذبات دوسرے شخص تک پہنچا سکتا ہے۔

لہٰذا واضح ہوا کہ انسان اس باہم مطابقت اور قوّت کو اگر مثبت انداز میں استعمال کرے تو وہ دنیا میں امن پھیلانے کا ایک اہم کردار بن سکتا ہے۔

حاصل کلام

اسلامی تعلیمات اور سائنس کے جدید نظریات کے تقابل سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ مثبت اچھے خیالات سے دنیا کو امن کا گہوارہ بنایا جا سکتا ہے جس کے لیے اخلاقیات کو اختیار کرنا بہت ضروری ہے۔کیونکہ حسن خلق ہی ایک ایسی چیز ہے جو دنیا کا فاتح بنا سکتی ہے۔لہٰذا اس دنیا کو امن کا گہوارہ بنانے کے لیے نہایت اہم ہے کہ اخلاقیات کو عام کیا جائے اور بد خلقی سے بچا جائے۔اور اس دنیا کی سر زمین کو منفی لہروں سے بچایا جائے جو اس کی تباہی کا باعث بنتی ہے

۔حضرت محمد ﷺ جن کو کائنات کا کامیاب ترین انسان مانا جاتا ہے انہوں نے اسی اخلاق کی بدولت ہی ۲۳ سال کے کم ترین عرصے میں پورے عرب کو مذہب اسلام کا پیروکار بنا دیا۔

حواشی وحوالہ جات

۱البقرۃ۲:۲۶۰۔

2الاعراف7:143۔

3ایضاً۔

۴الفرقان73:۲۵۔

5البقرہ۲:97۔

6القادری، ڈاکٹر طاہر، اسلام اور جدید سائنس، منہاج القرآن پرنٹرز، مئی ۲۰۰۱،۵۶۔

7 Jim Shepard. 2002. Sociology. Belmont, CA: Wadsworth: Thomson Learning, pp. 38-59

8Shepard 2002: 39.

9Babbie. 2007. The Practice of Social Research. Belmont, CA: Wadsworth Publishing company, 11th Ed, pp.39-64.

10الفرقان73:25

۱۱أبو الأشبال حسن الزهيري آل مندوه المنصوري المصري، شرح كتاب الإبانة من أصول الديانة، الشبكة الاسلامیہ، ۱۱یونیو ۲۰۱۱ م، ۱، ۳۳.

12Rollin McCraty, Science of the heart exploring the role of the heart in human, HeartMath Institute, 2015V.2,p.3.

13Esther Hsieh,Tongue Shocks Hasten Healing, SA mind, November 1, 2014

14الاعراف۷:۱۷۹.

15الحج46:22.

16 Jun Lin, MD, PhD, The Optic Nerve And Its Visual Link To The Brain,Discovery eye foundation, March 12 2015,

17 صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب باب تحریم ظلم المسلم وخذلہ واحتقارہ ودمہ وعرضہ ومالہ، رقم 6543

18Malenka, RC; Nestler, EJ; Hyman, SE "Preface". In Sydor, A; Brown, RY. Molecular Neuropharmacology: A Foundation for Clinical Neuroscience (2nd ed.). New York: McGraw-Hill Medical. (2009). p. xiii.
19Malenka RC, Nestler EJ, Hyman SE, Holtzman DM "Chapter 14: Higher Cognitive Function and Behavioral Control". Molecular Neuropharmacology: A Foundation for Clinical Neuroscience (3rd ed.). New York: McGraw-Hill Medical. (2015.
20 القیمۃ17,16:75۔
Malenka RC, Nestler EJ, Hyman SE, Holtzman DM "Chapter 6: Widely Projecting Systems: Monoamines, Acetylcholine, and Orexin".
21طبری، ابو جعفر محمد بن جریر ۲۲۴—۳۱۰، تفسیر الکبیر جامع البیان عن تاویل القرآن، دار عالم الکتب س ن۔
Goleman, D., Emotional Intelligence, New York: Bantam Books, 1995
22ق37:50.
۲۳البخاری، ج۱:، رقم ۳۔
۲۴السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، ج۱، ص۱۶۸، و لادتہ رسول اللہ ورضاعتہ، دار المعرفۃ بیروت لبنان، س ن۔
۲۵ صحیح مسلم، ج ا کتاب الایمان ح ۴۱۳۔
۲۶ الصحیح من السیرۃ النبی ج ا ص ۸۳۔
۲۷رازی، فخر الدین، تفسیر مفاتیح الغیب، دار الکتب العلمیۃ، ۲۰۰۰ ج ۳۲، ص ۲۔
28Surel ,Dr. Dominique,Thinking from the heart.
29Sylvia, Claire ,A Change of heart,1988,warner books,p.iii.
30Paul Peasall's,(School of Nursing, University of Hawaii, Honolulu, HI, USA) "Changes in Heart Transplant Recipients That Parallel the Personalities of Their Donors",US National Library of MedicineNationaUS National Library of Medicine National Institutes of Healthl Institutes of Health ,2000.

31 https://www.sciencealert.com/a-man-who-lives-without-90-of-his-brain-is-challenging-our-understanding-of-consciousness.

۳۲ ابن منظور، لسان العرب، ۱۳: ۲۱.

۳۳ أزھری، تھذیب اللغۃ، ۴: ۲۹۲.

34 صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب باب تفسیر البر والاثم ۴/۱۹۸۰(۲۵۵۳).

۳۵ بخاري، الصحیح، کتاب الایمان، باب من سلم المسلمون من لسانه ويد، ۱: ۱۳، رقم: ۱۱.

۳۶ مسلم، الصحیح، كتاب البر والصلة والآداب، باب تحريم ظلم المسلم وخذله واحتقاره ودمه وعرضه وماله، ۴: ۱۹۸۶، رقم: ۲۵۶۴.

۳۷ ایضاً

۳۸ ابن ماجه، السنن، کتاب الفتن، باب حرمۃ دم المؤمن ومالہ، ۲: ۱۲۹۷، رقم: ۳۹۳۲. طبراني، مسند الشامیین، ۲: ۳۹۶، رقم: ۱۵۶۸. منذري، الترغیب والترھیب، ۳: ۲۰۱، رقم: ۳۶۷۹.

۳۹ سورۃ حجرات: 12:49.

۴۰ صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب باب تفسیر البر والاثم ۴/۱۹۸۰(۲۵۵۳).

41 أحمد بن حنبل، المسند، ۲: ۲۷۷، رقم: ۷۷۱۳.

42Gregge Braden, Resilience from the Heart, Hay House Inc. New York, 2015,20-21.

43 Rollin McCraty, The Energetic Heart Bioelectromagnetic interaction within and between people, Institute of HeartMath (California), 2003,9-10.

44Gregge Braden, Resilience from the Heart, Hay House Inc. New York, 2015,20-21.